REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۷۵ھ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۵/۱۰ | ۱۰ امان ۱۳۳۵ھش | ۱۰ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۵۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۹ مارچ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:

"طبیعت اچھی ہے"۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— اخبار احمدیہ —

لاہور سے حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ عنقریب آپ ہسپتال سے گھر تشریف لے آئیں گی۔ مگر ابھی کمزوری کافی ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی کو دو دن سے پھر کچھ اعصابی تکلیف کی شکایت ہے۔ احباب کرام صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کو گزشتہ دو روز سے نسبتاً افاقہ ہے۔ ٹمپریچر بفضلہ تعالیٰ نارمل ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔ نیز گلے میں تکلیف اور کھانسی کی شکایت بدستور ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ابھی تک پتہ میں پتھری کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب شفائے کامل و عاجل کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس آجکل میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹمپریچر نارمل ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

"سیٹو" کونسل کی طرف سے کشمیر کے بارے میں پاکستانی موقف کی حمایت

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پاکستان حق پر ہے

آزاد کشمیر کے صدر کرنل شیر احمد خان اور دوسرے کشمیری لیڈروں کے بیانات

کراچی ۹ مارچ۔ "سیٹو" کانفرنس میں شریک طاقتوں نے کشمیر میں جلد رائے شماری کرانے کے لئے پاکستان کے مطالبہ کی جو حمایت کی ہے۔ حکومت آزاد کشمیر کے صدر کرنل شیر احمد خان نے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ کل انہوں نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ سیٹو کونسل کی طرف سے پاکستان کے مطالبہ کی تائید اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پاکستان حق پر ہے۔ ان طاقتوں کا اس طرح تائید کرنا ایک طرح سے حق کی فتح ہے۔ ان لاکھوں کشمیریوں کی فتح ہے جنہیں اپنا گھر چھوڑنا پڑا۔ یا جو مقبوضہ کشمیر میں مظالم برداشت کر رہے ہیں۔ پھر یہ پاکستان کی ایک ڈپلومیٹک فتح بھی ہے۔ اس سے ان کشمیریوں کے جو اپنے وطن کو آزاد دیکھنے کے متمنی ہیں۔ حوصلے بڑھیں گے۔ انہوں نے اپنے بیان میں سیٹو کی طاقتوں پر زور دیا کہ وہ سلامتی کونسل پر زور دیں۔ کہ وہ کشمیر کے بارے میں اپنے فیصلوں پر بلاتاخیر عمل کرائے۔ چوہدری غلام عباس نے سیٹو کونسل کی طرف سے تائید کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کا آزادانہ رائے شماری کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے۔ لیکن اس بارے میں وقت کا سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سردار ابراہیم نے کہا ہے کہ "سیٹو" نے کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی تائید کر کے خود اپنے حق میں اہل پاکستان کی خلوص حمایت حاصل کی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نکاح کی تقریب سعید

کل مورخہ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء بروز جمعرات سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے صاحبزادے مرزا اظہر احمد صاحب کا نکاح ہمراہ قیصرہ خانم سعید صاحبہ بنت خان سعید احمد خان صاحب مرحوم کے ساتھ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ قیصرہ خانم سعید صاحبہ کرنل اوصاف علی خان صاحب مرحوم کی پوتی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے صحابی حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ آف کپورتھلہ کے صاحبزادے خان عبد المجید خان صاحب آف کپورتھلہ کی نواسی ہیں۔

ادارہ الفضل اس تقریب سعید کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد۔ خاندان کرنل اوصاف علی خان صاحب اور خان عبد المجید خان صاحب آف کپورتھلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر طرح مبارک اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین اللّٰھم آمین

جامعۃ المبشرین کے اردو مباحثے میں

تعلیم الاسلام کالج نے جیتی

ربوہ ۹ مارچ۔ کل شام مجلس علمی جامعۃ المبشرین کے اردو مباحثہ میں ٹرافی تعلیم الاسلام کالج نے جیتی۔ اور اس کے تین طلباء حفیظ عمر صاحب منور احمد صاحب اور عطاء الکریم صاحب نے علی الترتیب اول دوم و سوم انعامات حاصل کئے۔ منصفین کے فرائض مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ۔ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔اے۔ایل ایل۔بی۔ اور مکرم پروفیسر محمد علی صاحب ایم۔اے نے ادا فرمائے ۲۲

جوم مباحثہ کا آغاز مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف کی صدارت میں تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدہ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے مباحثہ کی غرض و غایت اس کے اسلامی معیار اور ضروری آداب پر روشنی ڈالی جس میں جامعۃ المبشرین جامعہ احمدیہ...

* اردو تعلیم الاسلام کالج کے طلباء نے حصہ لیا۔ مباحثہ کے اختتام پر مکرم پرنسپل صاحب نے انعامات تقسیم کرتے ہوئے ... اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح یہ مباحثہ ... اختتام پذیر ہوا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔اے۔ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۰ مارچ ۵۶ء

آزادی تبلیغ

عیسائیوں کے پندرہ روزہ اخبار المائدہ میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے:

"لاہور مصری شاہ اور بادامی باغ کی کلیسیا نے ۲۴ دسمبر کو ایک جلوس نکالا۔ جس کے ہمراہ پولیس بھی برائے حفظ امن تھی۔ کلیسیا کے بارہ ایلڈروں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سوہتی کی انجیلیں تھیں۔ انہوں نے ہر ایک گھر والے کو جو رستہ میں آیا۔ ایک انجیل مفت دی۔ اور یہ کہا کہ یہ جلوس خداوند مسیح کی پیدائش کی یادگار کی خوشی میں نکالا جا رہا ہے۔ ۱۱ بجے تک جلوس کی تعداد دو ہزار تک پہنچ گئی۔ مسیحیوں سے زیادہ ان میں مسلمان تھے۔ اس کے علاوہ وہ مسیحی عورتیں جو گھروں میں صفائی کا کام کرتی ہیں۔ ان گھروں میں گئیں۔ اور ان کو ایک ایک انجیل دے آئیں۔ یہ عورتیں تعداد میں ۱۶۲ تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ کلیسیا کے دفتر مصری شاہ میں ۲۳۵ مسلمان اس لئے آئے۔ کہ ہم انجیلیں بانٹنے والوں سے یسوع مسیح کی نسبت زیادہ جاننا چاہتے ہیں۔ اس کام میں امریکن بائیبل سوسائٹی نے مالی مدد دی۔ جلوس وغیرہ کا انتظام مسٹر ایلفریڈ پرشاد اور ان کی اہلیہ نے کیا۔"

(پندرہ روزہ المائدہ لاہور مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء)

یہ واقعی خوشی کی بات ہے۔ کہ پاکستان کی اسلامی حکومت میں ہر مذہب کو تبلیغ کی پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ کلیسا والوں کا اسی طرح مسلمان علاقہ میں جلوس نکالنا اور انجیلیں تقسیم کرنا اسلام کی رواداری کی روح کو نمایاں کرتا ہے۔ اسلام ہی نے دنیا میں سب سے پہلے آزادیٔ ضمیر کا اصول نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اقوام عالم کے سامنے پیش کیا ہے۔ خود عیسائیت نے یورپ میں اپنے زمانۂ عروج ہی دین میں اکراہ کا ایسا گھناؤنا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ آج تک یورپ کی مٹی سے بے گناہوں اور معصوموں کے خون کی بو آتی ہے۔ صلیبی جنگوں میں اور دوسرے مواقع پر اہل یورپ کا مسلمانوں سے جب میل جول بڑھا۔ تو یورپ کے لوگ جو عیسائی فرقوں کی چپقلش سے اکتائے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے کہ اسلامی تسلط کے ماتحت خود عیسائی یہودی وغیرہ غیر مذاہب کے لوگ بڑے چین سے زندگی گذار رہے ہیں۔ اور کسی قسم کا دباؤ ان پر نہیں ہے۔

اس کے باوجود ہمیں نہایت افسوس سے تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ جہاں یورپ پر مسلمانوں کا اچھا اثر پڑا۔ خود مسلمانوں پر بھی یورپ کے عیسائی فرقوں کی متعصبانہ روش کا اثر پڑے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر ایرانیوں۔ یہودیوں اور ہندوؤں کا بھی اثر پڑتا رہا ہے۔ اور مسلمانوں نے اسلام کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنے مصالحہ کے پیش نظر اکراہ فی الدین کے خیالات اپنا لئے۔ جو ہمیشہ تو نہیں مگر گاہ بگاہ نہایت گھناؤنی صورت اختیار کرتے رہے ہیں۔ پھر بھی مسلمان اقوام میں اسلامی تعلیم کا کسی نہ کسی حد تک اثر ضرور چلا آیا ہے۔

اسی ہندوستان کی اسلامی عہد کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندو اور دیگر مذاہب کے لوگ بڑی آزادی سے اپنے اپنے ادیان پر نہ صرف عمل کرتے رہے ہیں۔ بلکہ انہیں تبلیغ میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ یہ اور بات ہے کہ ہندومت میں یہودیوں کی طرح دیگر اقوام کے لوگوں کو اپنے دین میں داخل کر کے اپنی سوسائٹی کا رکن بنانا ممنوع رہا ہے۔ اس کے باوجود کہ ہندو اپنی اندرونی ذات پات کی جکڑ بندیوں میں مقید رہنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاہم اسلام کے اثر سے یہ جکڑ بندیاں بھی بڑی حد تک ڈھیلی ہو چکی تھیں۔ اور اب تو بھارت میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ دستور میں ذات پات کے امتیاز اور چھوت چھات کو جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اگرچہ صدیوں کے رسم و رواج مشکل سے ہی چھوٹتے ہیں۔ اور ہندوؤں میں بعض قدیم طرز کے لوگ ابھی تک پرانی روش پر قائم رہنے پر مصر ہیں۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ بھارت کے مسلمان اگر اسلام کے رواداری کے اصولوں کو وہاں ترویج دینے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ تو یہ لعنت دنیا کے اس حصہ سے بھی بڑی حد تک دور کی جا سکتی ہے۔

اگرچہ عیسائیوں کے محولہ بالا جلوس کا مسلمانوں کے علاقہ میں اس طرح نکلنا اسلام کی رواداری روح کا مظہر ہے۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض خود غرض لوگ مسلمانوں میں آزادیٔ ضمیر کی صحیح اسلامی روح کی نشوونما پسند نہیں کرتے۔ اور خود ساختہ نظریات کی آڑ لیکر جن کا اسلامی تعلیم میں نام و نشان بھی نہیں۔ اسلام کو ایک نہایت تنگ نظرانہ دین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسلام کے نام پر ایسی ایسی باتیں گھڑتے ہیں۔ کہ جو موجودہ لادینی جمہوریت میں بھی جس نے اسلام کے اصول رواداری کو ابھی صرف ادھوری صورت میں اپنایا ہے۔ غیر آئینی سمجھی جاتی ہیں۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ پاکستان کی اسلامی حکومت دنیا میں صحیح اسلامی رواداری کا ایسا نمونہ پیش کرے گی۔ کہ اسلام کے خلاف جو زیادہ تر ہماری نادانیوں کی وجہ سے ہی تنگ نظری اور اکراہ کا الزام غیر اقوام لگاتی ہیں۔ نہ صرف وہ دور ہو جائے۔ بلکہ یہ اقوام دیکھ لیں۔ کہ اسلام کے اصول رواداری کی وسعتوں کو ابھی آزاد سے آزاد جمہوریتیں بھی چھو نہیں پائیں۔ اور ایسا نمونہ کہ غیروں کو اسلام اللہ تعالیٰ کا ایسا وسیع دامنِ رحمت نظر آنے لگے کہ جس کے زیر سایہ تمام انسان دلائل سے اپنے عقائدی اختلافات پر نہایت آزادی سے بحث و تمحیص کر سکیں۔ اور ہر طرف یکون الدین للّٰہ کا عالم ہو جائے۔

ضروری اعلان

قابل توجہ مجالس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ و لجنات اماء اللہ

بعض اوقات بعض جماعتوں میں عہدہ داران خدام الاحمدیہ اور عہدہ داران انصار اللہ و عہدہ داران لجنات اماء اللہ کو مقامی امراء کے ساتھ بعض معاملات میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ جو بالآخر تنازعات کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مذکورہ مجالس کے عہدہ داران یہ سمجھتے ہیں کہ مقامی امیر ان کو کوئی حکم نہیں دے سکتا۔ اور مقامی امیر اس کے برخلاف اپنے آپ کو ان مجالس کو حکم دینے کا مجاز سمجھتا ہے۔ اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا فیصلہ قاعدہ کی شکل میں موجود ہے۔ اور یہ قاعدہ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء میں حضور نے منظور فرمایا تھا۔ جو مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء کی رپورٹ کے صفحہ ۱۳۲ پر درج ہے۔

مجالس کے عہدہ داران اسی قاعدہ کے مطابق عملدرآمد فرمایا کریں۔ تا جماعت میں تنازعہ کی صورت پیدا نہ ہو۔ مذکورہ قاعدہ ذیل میں بھی احباب جماعت کی آگاہی کے لئے درج کیا جاتا ہے:

"ان امور میں جو جماعت کے مجموعی یا عمومی مفاد پر اثر انداز ہو سکتے ہوں مقامی امیر کو مقامی انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو حکم دینے کا اختیار ہوگا۔ جو تحریری ہونا چاہیئے۔ اور ان مذکورہ بالا مجالس کو حق ہوگا۔ کہ اگر وہ حکم کو ناواجب سمجھتی ہوں۔ تو اپنی مرکزی مجلس کی معرفت صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلائیں۔" (ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

مجلس مشاورت کے لئے نمائندگان کا انتخاب جلد کیا جائے

اخبار الفضل میں مجلس مشاورت کے متعلق اعلان ہو چکا ہے۔ کہ یہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۵۶ء کو ہوگی۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ جلد اپنی جماعتوں کا اجلاس کر کے نمائندگان کی اطلاع دیں۔

اطلاع میں یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ جماعت نے متفقہ یا کثرت رائے سے فلاں صاحب کو منتخب کیا ہے۔ انتخاب کی رپورٹ پر سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ کہ ان کے ذمہ چندہ کا بقایا نہیں ہے۔ انتخاب میں ان امور کو مدنظر رکھیں:۔

تعداد کے لحاظ سے ہر جماعت کے کوٹہ میں شامل ہیں۔ نمائندہ مخلص احمدی صاحب الرائے ہو۔ اس جماعت میں چندہ دیتا ہو۔ طالب علم نہ ہو۔ اسلامی شعار داڑھی رکھتا ہو (سیکرٹری مجلس مشاورت)

دار الافتاء ربوہ

سوال نامہ میرج اینڈ فیملی لاز کمیشن کے جوابات

ازدواجی و عائلی قوانین کے متعلق ایک سوال نامہ میرج اینڈ فیملی لاز کمیشن (مقرر کردہ حکومت پاکستان) کی طرف سے رائے حاصل کرنے کی غرض سے شائع کیا گیا۔ اس سوال نامے کے جوابات مجلس افتاء جماعت احمدیہ ربوہ پاکستان کی طرف سے سکرٹری صاحب میرج اینڈ فیملی لاز کمیشن کی خدمت میں بھیجے گئے۔ انہیں افادۂ عام کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔

(ملک سیف الرحمٰن مفتی سلسلہ احمدیہ و صدر مجلس افتاء)

پیش لفظ

ہمارا مسلک یہ ہے کہ قرآن مجید اور سنت نبوی کی تشریح اور اس سے استنباط کے لئے تعامل امت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ محض اپنے خیال سے کسی نئے نظریہ اور نقطۂ نگاہ کو رواج دینے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے نزدیک یہ ضروری ہے۔ کہ ہر نئے اجتہاد پر جبکہ وہ عملی زندگی سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی نہ کسی سابق امام یا امت کے بزرگ کی مطابقت ثابت ہو۔ اور ہمارے استدلال کی تائید میں ان میں سے کسی کا قول یا عمل بھی موجود ہو ورنہ محض جدت پسندی کے جذبہ سے ایسا دروازہ بھی کھل سکتا ہے۔ جو گویا نئی شریعت کے بنانے کے مترادف ہوگا۔

ہمارے ان جوابات میں یہ مسلک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور ہم نے اپنے جوابات کی تائید میں عند الضرورت ایسے حوالہ جات درج کر دیئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہی مسلک صحیح اور درست ہے۔ اور اسی سے امت جادۂ استقامت پر قائم رہ سکتی ہے اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ

نکاح

سوال (۱) کیا نکاح خوانی کا کام صرف حکومت کے مقرر کردہ نکاح خوانوں کے ذریعہ ہونا چاہیئے؟

جواب (۱) اس کی ضرورت نہیں۔ اس سے بہت سی قباحتیں مثلاً فرقہ داری کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ لیکن اگر حکومت کے نزدیک نکاح خواں مقرر کئے جانے ضروری ہوں۔ تو پھر ہر جماعت کے اپنے اپنے تجویز کردہ نکاح خواں ہی مقرر کئے جائیں۔

سوال (۲) کیا نکاحوں کا رجسٹری کرانا لازمی ہونا چاہیئے؟ اگر ایسا ہو تو اس کے لئے کیا طریق کار ہونا چاہیئے۔ اور اس کی خلاف ورزی کے لئے کیا اور کیسے سزا ہونی چاہیئے؟

جواب (۲) نکاح کا رجسٹری کرانا لازمی نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اگر اسے ضروری سمجھا جائے تو ہر جماعت کے نکاح خواں کے پاس جو رجسٹر اندراج ہوگا۔ اس میں اندراج کو کافی سمجھا جائے۔ جس کی ایک نقل جماعتی انتظام کے ماتحت حکومت کی طرف سے قائم کردہ محکمہ کو رجسٹریشن کے لئے بھجوا دینا کافی ہو۔ اور عوام کو بذریعہ ترغیب و اشاعت یہ بتایا جائے۔ کہ نکاحوں کا مقررہ رجسٹر میں درج کروانا ان کے لئے مفید ہے۔ کیونکہ بصورت تنازعہ ان کا یہ تحریری ثبوت عدالت کے لئے فیصلہ کو آسان بنا دے گا۔ اس طرح سے لوگ اندراج نکاح کے عادی بھی ہو جائیں گے اور لازمی قانون کی صورت میں جو دقتیں پیش آ سکتی ہیں۔ ان سے بھی وہ بچ جائیں گے۔ پس اس طریق کی حوصلہ افزائی ضرور کی جائے۔ لیکن فی الحال اس میں فروگذاشت کو قابل تعزیر نہ قرار دیا جائے۔

سوال (۳) یہ معلوم کرنے کے لئے کہ زوجین میں سے ہر ایک نے کسی دباؤ کے بغیر اپنی رضامندی سے ایجاب و قبول کیا ہے۔ کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

جواب (۳) معیاری نکاح نامہ مطابق سوال نمبر ۹ میں ایک کالم اس وضاحت کے لئے رکھا جائے۔ کہ زوجین کی رضامندی کسی دباؤ یا جبر کے بغیر حاصل کی گئی ہے۔ جس کے لئے دو گواہوں کے دستخط بھی ہونے چاہئیں۔

سوال (۴) کیا آپ کے نزدیک کمسنی کی شادی کو روکنے کے لئے یہ قانون بنانا ضروری ہے کہ شادی کے وقت مرد کی عمر ۱۸ سال سے کم اور عورت کی ۱۵ سال سے کم نہ ہو؟

جواب (۴) کمسنی کی شادیوں کو روکنے کے لئے کسی قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر یہ قانون بنایا جائے۔ تو خیار بلوغ کا مسئلہ لغو ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے پندرہ سال سے کم عمر میں شادی کی تھی۔ پس اس معاملہ کو لوگوں کے اپنے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے۔ کہ رخصتانہ کے لئے بلوغت کی شرط مقرر کر دی جائے۔ تاکہ خیار بلوغ کے حق کی حفاظت زیادہ بہتر طریق سے کی جا سکے۔

سوال (۵) کیا آپ کے نزدیک نکاح کے لئے عمروں کا یہ تعین از روئے قرآن کریم یا از روئے احادیث صحیح ممنوع ہے؟

جواب (۵) نکاح (بمعنی عقد) کے لئے عمروں کا یہ تعین قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ البتہ نکاح بمعنی رخصتانہ کے لئے آیت قرآنی حتی اذا بلغوا النکاح الآیۃ ۴:۷ اور حدیث نبویؐ لا ضرر ولا ضرار[1] کے مطابق بلوغ کو شرط قرار دینا ضروری ہے۔ تاکہ عورت کے حق خیار بلوغ اور اس کی صحت کو ضرر نہ پہنچے۔ بلوغت کی عمر ہر علاقہ میں مختلف ہوتی ہے۔

سوال (۶) کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ معاہدہ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے۔ جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہ ہو۔ اور عدالت اس کے ایفاء پر مجبور کرے؟

جواب (۶) معاہدہ ازدواج میں ہر ایسی شرط درج ہو سکتی ہے۔ جو اسلام اور اخلاق کے بنیادی اصولوں کے خلاف اور فریقین کے حالات کے اعتبار سے غیر معقول نہ ہو۔ ایسی شرط کا ایفا ضروری ہے۔

سوال (۷) کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ از روئے قانون یہ صحیح تسلیم کیا جائے۔ کہ معاہدہ ازدواج میں یہ شرط درج ہو سکتی ہے۔ کہ عورت کو بھی اعلان طلاق کا وہی حق حاصل ہوگا۔ جو مرد کو حاصل ہے؟

جواب (۷) اس میں شک نہیں کہ بعض فقہاء نے عورت کو اختیار طلاق دینا جائز تسلیم کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک عورت کو اس قسم کا اختیار دینا اسلام کے فطرتی اصولوں کے خلاف ہے۔ دراصل اسلام نے اگر ایک طرف مرد کو طلاق کا حق دیا ہے۔ تو دوسری طرف اس کے بالمقابل عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ جو اسلام کے منشا کے مطابق وہ بآسانی حاصل کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے جو راستہ کھولا ہے اس کو تو ہم چند فقہاء کے کہنے پر بند کر دیں۔ اور پھر اپنی طرف سے نئے نئے احکام بنا کر شریعت میں دخل دینے کی کوشش کریں۔ یہ رائے صرف ہماری ہی نہیں بلکہ بعض پرانے فقہاء بھی اس سے متفق ہیں۔ اور تفویض طلاق کے اس طریق کو ناجائز کہتے ہیں چنانچہ مشہور فقیہہ علامہ ابن رشد اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں۔ قیل لیس التملیک بشیٔ لان ماجعل الشرع بید الرجل لیس یجوز ان یرجع الی ید المرأۃ بجعل جاعل و کذالک التخییر وھو قول ابی محمد بن حزم[2] یعنی مرد کی طرف سے عورت کو طلاق کا مالک بنا دینا بے معنی ہے۔ اور اس کا کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ جو بات اللہ تعالیٰ نے مرد کے قبضہ میں رکھی ہے۔ مرد کا یہ اختیار نہیں کہ وہ اسے عورت کے قبضۂ اختیار میں دے دے۔ مشہور ظاہری فقیہہ علامہ ابن حزم کی رائے بھی یہی ہے۔ پس خلع کے جو حقوق شریعت نے دیئے ہیں۔ اگر ان کو حاصل کرنے کا عورت کو پورا پورا موقعہ دیا جائے اور شریعت نے اس کے لئے جو راستہ کھولا ہے۔ اسے بند نہ کیا جائے۔ تو پھر تفویض طلاق کے جواز کے لئے قانون بنانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسی کے ساتھ حکومت یہ کوشش بھی کرے کہ اسلامی حقوق خلع دینے کے لئے جج حضرات بھی ذہنی طور پر تیار ہوں۔ ابھی تو یہ صورت ہے۔ کہ عام طور پر جج خلع کی منظوری میں متردد رہتے ہیں۔

سوال (۸) ہمارے معاشرے کے بعض طبقوں میں دختر فروشی کا مکروہ رواج پایا جاتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے آپ کے نزدیک کس قسم کا اقدام مناسب ہوگا۔ تاکہ والدین یا ولی لڑکی کو نکاح میں دیتے ہوئے رقمیں وصول نہ کر سکیں؟

جواب (۸) اس قسم کی دختر فروشی کو جرم قرار دیا جائے۔ علاوہ ازیں معیاری نکاح نامہ میں ایک حلفی بیان اسکے متعلق رکھ جائے۔

سوال (۹) کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے اور نکاح کے تمام اندراجات اسکے مطابق ہوں؟

جواب (۹) ہم اس سے متفق ہیں کہ ایک معیاری نکاح نامہ مرتب کیا جائے۔ مجلس افتاء کی طرف سے معیاری نکاح نامے کا ایک نمونہ بھی کمیشن کے سکرٹری کو بھجوایا گیا

---

[1] ابن ماجہ

[2] بدایۃ المجتہد ص۵۹

طلاق

سوال (۱) اگر کوئی شوہر بیک وقت تین طلاقیں دے تو کیا آپ کے نزدیک اسے قطعی طلاق مغلظ شمار کیا جائے۔ کیا تین طہروں میں تین طلاقوں کے اعلان کے بغیر جیسا کہ قرآن مجید ہدایت کی گئی ہے۔ مغلظ نہ ہو؟

جواب (۱) بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی شمار ہوں گی۔ جس کے وجوہات حسب ذیل ہیں:-

(الف) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں اکٹھی دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھیں[1]

(ب) ایک صحابی ابو رکانہؓ نے بیک وقت تین طلاقیں دیدیں بعد از اں وہ پشیمان ہوئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے تم رجوع کر لو۔ اس سلسلہ میں آپ نے آیت واذا طلقتم النساء تلاوت فرمائی[2]

(ج) متعدد جلیل القدر ائمہ ہماری اس رائے سے متفق ہیں:-

حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ طاؤس عطار۔ جابر بن زید۔ امام باقر۔ احمد بن عیسےٰ زید بن علی۔ امام ابن تیمیہ۔ علامہ ابن قیم علامہ شوکانی وغیرہم[3]

سوال (۲) کیا طلاقوں کا رجسٹر کرانا لازمی قرار دیا جائے؟

جواب (۲) طلاقوں کا رجسٹری کرانا لازمی نہ قرار دیا جائے۔ البتہ طلاق کے لکھنے کے طریق کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

سوال (۳) اگر طلاق کی رجسٹری نہ ہو تو آپ کے نزدیک اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے؟

جواب (۳)

سوال (۴) کیا مختلف علاقوں کے لئے مصالحتی مجالس مقرر کی جائیں اور کسی طلاق کو اس وقت تک صحیح تسلیم نہ کیا جائے۔ جب تک کہ فریقین ان مجالس کی طرف رجوع نہ کر چکے ہوں۔ جن میں زوجین کے خاندانوں کی طرف سے بھی ایک ایک حکم شامل ہو۔

جواب (۴) ایسا قانون بنانا ضروری نہیں

---

[1] صحیح مسلم و نیل الاوطار صفحہ ۲۳۰ جلد ۶ مطبوعہ مصر۔
[2] ابو داؤد و نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۲۷
[3] نیل الاوطار جلد ۷ صفحہ ۲۳۰

اس سے الجھنیں پیدا ہوں گی۔ حکماً من اھلہ وحکماً من اھلھا والی آیت کا اشارہ ایسے حکموں کی طرف ہے۔ جنہیں خاوند اور بیوی خود اپنے خاندان سے مقرر کریں نہ کہ حکومت۔ نیز حکموں کا ایسا تقرر صحت طلاق کے لئے کوئی ضروری شرط نہیں۔ البتہ اگر عدالتیں اس قسم کے حکموں کے تقرر کی حوصلہ افزائی کریں اور اپنے فیصلہ سے پہلے فریقین کو کہیں کہ وہ تنازع کو اس طریق سے سلجھانے کی کوشش کریں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں

سوال (۵) کیا "ازدواجی وعائلی عدالت" کو مطلقہ کے مطالبہ پر یہ اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ مطلقہ کو تا حین حیات یا تا عقد ثانی نفقہ دلوائے؟

جواب (۵) اگر مطلقہ مظلومہ ہو تو حالات کے مطابق مناسب معاوضہ دلایا جائے۔ یہ قانون قرآن مجید کی آیت سرحوھن بالمعروف اور حدیث نبوی لا ضرر ولا ضرار[1] کے مطابق ہے۔

عورتوں کی طرف سے مطالبۂ طلاق

سوال (۱) کیا آپ ڈیسولیوشن آف میرج ایکٹ ۱۹۳۹ء (انفساخ نکاح مسلمین ۱۹۳۹ء) کی تمام دفعات کو جامع اور تشفی بخش سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک اس میں اضافہ و ترمیم ہونی چاہیئے؟

جواب (۱) انفساخ نکاح مسلمین ایکٹ ۱۹۳۹ء مجموعی لحاظ سے تسلی بخش ہے البتہ اس میں یہ وضاحت ہونی چاہیئے کہ عورت کی اپنے خاوند کے ساتھ حقیقی نفرت بھی موجب فسخ نکاح ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی مندرجہ صحیح بخاری[2] سے مستنبط ہوتا ہے اور جس کا ذکر (انفساخ نکاح کے ماتحت) سوال ۲ کے جواب میں آرہا ہے۔

سوال (۲) کیا آپ کے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ خلع کے متعلق مجلس آئین ساز واضح اور غیر مبہم قانون وضع کرے؟

جواب (۲) اسلامی تعلیم کی روشنی میں خلع کے متعلق واضح اور غیر مبہم قانون کا بنانا ضروری ہے۔ جب تک اسلامی تعلیم کے مطابق عورت کو خلع کے پورے حقوق نہ دئے جائیں گے۔ تب تک عورتوں کے دل میں اسلام کی عظمت پورے طور پر قائم نہیں ہوگی۔ بلکہ نفرت پیدا ہوگی۔ اور اس طرح عالم اسلامی کا ایک نصف حصہ اسلام سے بددل رہے گا۔

---

[1] ابن ماجہ

اسی طرح واضح اور غیر مبہم قانون کی عدم موجودگی میں خاوند سے علیحدگی کے لئے عورتوں کے ارتداد کا خطرہ قائم رہے گا۔ حق خلع کے متعلق ہماری یہ رائے قرآن و حدیث پر مبنی ہے۔ اور اس سے متعدد سابقہ فقہاء بھی متفق ہیں[1]۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی ثابت بن قیس کی بیوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ اسے اپنے خاوند کے اخلاق یا اس کی دینداری پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس کی شکل وہ ناپسند کرتی ہے اور اس وجہ سے اُسے اس سے نفرت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مہر میں دیا ہوا اُس کا باغ واپس کر دو۔ اور اس طرح سے اس سے علیحدگی حاصل کر لو[2]۔ اسی طرح علامہ ابن رشد لکھتے ہیں۔ انہ لما جعل الطلاق بید الرجل اذا فرک المرأۃ جعل الخلع بید المرأۃ اذا فرکت الرجل[3]

یعنی مرد کو اگر عورت پسند نہ آئے تو اُسے طلاق کا حق دیا گیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل عورت کو جب کہ اُسے خاوند سے نفرت ہو حق خلع دیا گیا ہے۔ نیل الاوطار جو علامہ ابن تیمیہ کے مرتب کردہ مجموعہ احادیث المنتقی کی شرح ہے اور علامہ شوکانی کی تصنیف ہے۔ اس میں ہے۔ ظاہر احادیث الباب ان مجرد وجود الشقاق من قبل المرأۃ کاف فی جواز الخلع۔ یعنی خلع سے تعلق رکھنے والی احادیث سے ظاہر ہے کہ عورت کی طرف سے ان بن اور نفرت کا اظہار جواز خلع کے لئے کافی وجہ ہے[4]

---

[1] نیل الاوطار صفحہ ۲۲۹ اور بدایۃ المجتہد صفحہ ۵۶ جلد ۲
[2] بخاری اور ابن ماجہ باب الخلع
[3] بدایۃ المجتہد صفحہ ۵۶ جلد ۲
[4] نیل الاوطار صفحہ ۲۲۹ جلد ۶

تعدّد ازدواج

سوال (۱) قرآن کریم میں تعدد ازدواج کی بابت ایک آیت (۴ : ۴) ہے جو حقوق یتامیٰ کی حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیا آپ کے نزدیک جہاں حقوق یتامیٰ کا سوال نہ ہو۔ وہاں تعدد ازدواج کو ممنوع کیا جا سکتا ہے؟

جواب (۱) تعدّد ازدواج اسلام میں جائز ہے۔ قرآن کریم میں آیت ۴ : ۴ میں حقوق یتامےٰ کی حفاظت کے لئے تعدّد ازدواج کو ایک بہترین صورت قرار دیا گیا ہے۔ اس میں تعدد ازدواج کو یتامےٰ کے حقوق کی حفاظت کی قید کے ساتھ مخصوص کرنا مقصود نہیں ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے عدل وبین النساء کی صورت میں تعدد ازدواج کی اجازت ثابت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ اور کئی دوسرے صحابہ نے متعدد شادیاں کی ہیں۔ اور ان میں یتامیٰ کے حقوق کی حفاظت کا سوال نہ تھا۔ اسلئے ایسا قانون جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین پر زد پڑتی ہو۔ اسلامی مملکت میں جاری نہیں ہو سکتا۔

سوال (۲) کیا آپ کے نزدیک یہ لازمی ہونا چاہیئے کہ عقد ثانی کا ارادہ رکھنے والا شخص عدالت سے اجازت حاصل کرے؟

جواب (۲) ہمارے نزدیک عقد ثانی کے لئے عدالت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال (۳) کیا آپ کے نزدیک یہ قانون ہونا چاہیئے کہ عدالت یہ اجازت اس وقت تک نہیں دے سکتی جب تک اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ درخواست دہندہ دونوں بیویوں اور ان کی اولاد کی اس معیار زندگی کے مطابق کفالت کر سکتا ہے۔ جس کے وہ عادی ہیں؟

جواب (۳) جوابات بالا کے پیش نظر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

سوال (۴) کیا یہ قانون ہونا چاہیئے۔ کہ دوسری شادی کرنے والے کی کم از کم نصف تنخواہ پہلی بیوی اور اسکی اولاد کو عدالت دلوائے؟

جواب (۴) صرف یہ ہونا چاہیئے۔ کہ پہلی بیوی کو نفقہ عدالت حسب حالات دلوائے۔ نصف دلوانا کئی صورتوں میں ظلم کی حد تک پہنچ سکتا ہے۔

سوال (۵) اور جو لوگ تنخواہ دار نہیں بلکہ دوسرے ذرائع آمدنی رکھتے ہیں۔ ان سے عدالت ضمانت لے کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از کم نصف پہلی بیوی اور اسکی اولاد کو دیتے رہیں گے؟

جواب (۵) اس کا جواب بھی سوال ۴ کے مطابق ہے۔

مہر

سوال (۱) کیا آپ کے نزدیک یہ قانون بن جانا چاہیئے۔ کہ معاہدہ ازدواج میں جو مہر مقرر کیا گیا ہے۔ خواہ اسکی مقدار کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو۔ وہ شوہر کے لئے واجب الادا ہے؟

جواب (۱) خاوند مقررہ مہر ادا کرنے کا پابند ہے۔ سوائے اس کے کہ اس مہر کی ادائیگی نامناسب حد تک زیادہ ہونے کی وجہ سے اسکی طاقت سے باہر ہو۔ جس کا فیصلہ عدالت کریگی۔

سوال (۲) کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ مطالبہ مہر کے لئے از روئے قانون کسی مدت کی تحدید نہ ہو؟

جواب (۲) مدت کی حد بندی ضروری نہیں۔ عورت کے مطالبہ پر عدالت خاوند کی استطاعت کے مطابق قسط مقرر کر سکتی ہے۔ لیکن عام حالات میں خاوند کی ماہوار آمدنی کے ½ سے زائد قسط مقرر کرنا مناسب نہ ہوگا۔

سوال (۳) اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ کہ اگر نکاح نامے میں ادائے مہر کی صورت کا کوئی تعین نہ ہو۔ تو نصف مہر معجل (عند الطلب) اور نصف دیگر مؤجل (بعد انفساخ نکاح یا وفات شوہر یا بصورت طلاق) شمار ہو؟

جواب (۳) مہر کے ایک حصہ کو مؤجل اور دوسرے کو معجل قرار دینا رسمی بات ہے۔ شریعت سے یہ ثابت نہیں ہے۔

حضانت

سوال (۱) موجودہ قانون کی رو سے بچوں کی حضانت کا حق ماں کو خاص عمروں تک حاصل ہے۔ یعنی لڑکا ہو تو سات سال اور لڑکی ہو تو بلوغ تک۔ حضانت کے لئے عمروں کا یہ تعیین نہ قرآن میں ہے۔ اور نہ کسی حدیث میں بلکہ یہ بعض فقہاء کا اجتہاد ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس میں کوئی ترمیم ہو سکتی ہے؟

جواب (۱) حضانت کے لئے عمر کی تعیین میں مناسب ترمیم کرنے میں کوئی روک نہیں ہے۔ لیکن تربیت کا اصل حق باپ کا ہے۔ اس لئے بچے کی تربیت باپ کے مذہب پر ہونی چاہیئے۔ حضانت کا زمانہ ختم ہونے کے بعد بچہ باپ کو جسے قرآن نے مولود لہٗ قرار دیا ہے ملنا چاہیئے۔ لیکن اگر بچہ باپ کے پاس نہ جانا چاہتا ہو۔ اور اس بارہ میں عدالت اطمینان کر لے۔ اور وہ بچے کی تربیت اور اس کے مفاد کے مدنظر اسے ماں کے سپرد کرنا چاہے۔ تو وہ ایسا کر سکتی ہے۔ مؤخر الذکر صورت میں عدالت کے فیصلہ کے بغیر باپ بچے کے نفقہ کا ذمہ وار نہ ہوگا۔ حق حضانت اور بعد میں بچے کی نگرانی کے متعلق ہماری یہ رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہے۔ اور اس سے متعدد پرانے فقہاء بھی متفق ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے۔ کہ ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ اور عرض کیا۔ کہ میرا خاوند میرے بیٹے کو چھین لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ مجھے کنوئیں سے پانی لا دیتا ہے۔ اور دوسرے چھوٹے موٹے کاموں میں میری مدد کرتا ہے۔ اس پر حضور صلعم نے اس بچہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ یہ تمہاری ماں ہے۔ اور وہ تمہارا باپ ہے۔ ان میں سے تم کس کے پاس رہنا چاہتے ہو۔ اس پر اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی۔ اس قسم کی احادیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ شوکانی لکھتے ہیں۔ الظاھر من احادیث الباب ان التخییر فی حق من بلغ من الاولاد الی سن التمیز ھو الواجب من غیر فرقٍ بین الذکر والانثی۔ یعنی حضانت سے تعلق رکھنے والی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بچہ لڑکا ہو یا لڑکی جب سن تمیز تک پہنچ جائے۔ تو پھر اسے ماں یا باپ جس کے پاس وہ خوشی سے رہنا چاہے۔ رہنے دیا جائے۔ اور کسی ایک کے پاس رہنے پر اسے مجبور نہ کیا جائے۔ بشرطیکہ بچے کے مفاد اور اس کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اس میں کوئی حرج نہ ہو[1]

بیوی بچوں کا گذارہ

سوال (۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں۔ کہ کوئی شوہر کسی معقول وجہ کے بغیر بیوی کو گذارہ نہ دے۔ تو بیوی کو یہ حق حاصل ہو۔ کہ وہ خاص "ازدواجی و عائلی عدالت" میں اس پر دعویٰ دائر کر سکے؟

جواب (۱) ضرور ایسا ہونا چاہیئے۔ لیکن عام عدالتیں ہی یہ مقدمات سنیں اور فیصلہ حالات کے مطابق ہو۔ نصف یا چوتھائی کی پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔

سوال (۲) موجودہ کریمنیل پروسیجر کوڈ (ضابطۂ فوجداری) کی دفعہ ۴۸۸ کے مطابق بیوی عدالت فوجداری میں نفقے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ لیکن عدالت فوجداری زیادہ سے زیادہ سو روپیہ ماہانہ دلوا سکتی ہے۔ کیا آپ اس مقدار کے اضافہ کے حق میں ہیں؟

جواب (۲) ایک سو کی حد بندی نہیں ہونی چاہیئے۔ خاوند کی حیثیت کے مطابق جس قدر خرچ بھی مناسب ہو۔ عدالت اسے مقرر کرنے کی مجاز ہونی چاہیئے۔

سوال (۳) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایک بیوی گذشتہ تین سال تک کے نفقے کا مطالبہ کر سکے؟

جواب (۳) جتنا عرصہ خاوند بیوی کو معلق رکھے۔ اسے اس عرصہ کے نفقہ کا ذمہ دار قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ بیوی کا نفقہ خاوند پر واجب ہے[2] البتہ عدالت فیصلہ کرتے وقت یہ لحاظ ضرور رکھے۔ کہ خاوند پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے۔ اور اگر عورت کو بسانے میں خاوند کا قصور ثابت نہ ہو۔ تو پھر اس پر نفقہ کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

سوال (۴) کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اگر بیوی نے نکاح نامے میں میعاد نفقہ کے متعلق خاص شرط لکھوائی ہو۔ تو اسے محض مدت عدت تک ہی نہیں بلکہ مدت مشروط تک نفقہ ملے؟

جواب (۴) یہ شرط شریعت کے خلاف ہے۔ قرآن مجید نے عدت کے لئے ہی نفقہ مقرر فرمایا ہے۔ البتہ مظلومہ مطلقہ کی حق رسی کے لئے عدالت مناسب معاوضہ کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ جیسا کہ عنوان طلاق کے ماتحت سوال ۵ کے جواب میں ہم لکھ چکے ہیں۔

تولیت املاک

سوال (۱) کیا آپ اس سے متفق ہیں۔ کہ باپ کی عدم موجودگی میں عدالت ماں کو بچوں کی املاک کی متولیہ قرار دے۔ بشرطیکہ عدالت کے نزدیک اس کا تقرر بچوں کی بہبود اور املاک کے تحفظ کے منافی نہ ہو؟

جواب (۱) اسلام نے عام حالات میں املاک کی تولیت کا حق باپ کے بعد دوسرے رشتہ دار مردوں (دادے۔ بھائی اور چچے وغیرہ) کے لئے رکھا ہے۔ ایسے حالات میں قاضی خود بھی ولی بن سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھے کہ ماں کو متولیہ قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اس سے بچوں کا مفاد زیادہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ تو ماں کو متولیہ مقرر کیا جا سکتا ہے[3]۔

سوال (۲) کیا آپ یہ قانون بنانے کے حق میں ہیں۔ کہ نابالغوں کی املاک کے متولی کو یہ اختیار حاصل نہ ہو۔ کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیر املاک کو فروخت یا رہن کر سکے؟

جواب (۲) ہم اس کے حق میں ہیں۔ کہ متولی نابالغوں کی املاک کو عدالت کی اجازت کے بغیر فروخت یا رہن نہ کر سکے۔

وراثت اور وصیت

سوال (۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں۔ کہ اگر پاکستان کے کسی حصہ میں ابھی تک وراثت اور وصیت کے بارہ میں شرعی قوانین پر عمل نہیں ہو رہا۔ تو بلا تاخیر ایسا قانون وضع کیا جائے۔ کہ اس بارہ میں شرعی قوانین ہر حصہ ملک پر عائد ہوں؟

جواب (۱) ہم اسی کے حق میں ہیں۔ کہ تمام ملک میں وراثت اور وصیت کے شرعی قوانین پر عمل ہو۔ وراثت کے قوانین میں اس بات کی بھی تصریح ہونی چاہیئے۔ کہ اگر جائز وجوہ سے کوئی باپ اپنے بچے کو محروم الارث قرار دے۔ تو اسے اسکی اجازت ہے۔ لیکن بیٹے کو باپ کے اس فیصلہ کے خلاف عدالت کی طرف رجوع کرنے کا حق ہوگا۔ اور عدالت باپ کے فیصلہ کو منسوخ کر سکتی ہے۔ نیز شرعی قوانین کا نفاذ پاکستان بننے کی تاریخ سے ہو۔

سوال (۲) موجودہ قانونی ضابطہ کی پیچیدگی کے پیش نظر عورتوں کی مجبوریوں کو رفع کرنے کے لئے کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں۔ کہ جب کبھی وراثت کے معاملہ میں عورت مدعیہ ہو۔ تو معمولی سول کورٹ اس کا مقدمہ انفصال کے لئے ازدواجی و عائلی عدالت میں منتقل کر دے؟

جواب (۲) سول کورٹ ہی اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ کرے۔ البتہ اس پر یہ پابندی لگا دی جائے کہ اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دیا جائے۔

سوال (۳) کیا قرآن کریم میں کوئی نص صریح موجود ہے یا کسی صحیح حدیث میں یہ تعلیم ملتی ہے۔ کہ یتیم پوتے پوتی یا نواسے نواسی کو بہرحال محروم الارث کر دیا جائے؟

جواب (۳) کوئی نص صریح یتیم پوتے وغیرہ کی توریث یا عدم توریث کی موجود نہیں۔ لیکن معروف تعامل ہمیشہ یہی رہا ہے۔ تمام فقہاء اس پر متفق ہیں۔ اگر قرآن مجید کے حکم وصیت پر عمل کیا جائے۔ تو کوئی یتیم پوتا پوتی وغیرہ محروم الارث نہیں رہ سکتا۔ اور اگر دادا کسی اتفاقی حادثہ کی وجہ سے وصیت نہ کر سکے۔ تو قاضی ⅓ ترکہ تک ایسے یتامیٰ کو دلا سکتا ہے۔ بشرطیکہ دیگر ورثاء کو نقصان نہ پہنچے۔ بعض سابقہ علماء نے بھی آیت ...... کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا ن الوصیۃ الآیہ کی رو سے غیر از نصاب رشتہ داروں کے حق میں وصیت

[1] نیل الاوطار ص ۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳ جلد ۶

[2] نیل الاوطار صفحہ ۳۴۳ جلد ۶

[3] الاحکام الشرعیہ دفعہ ۳۴۵

کو فرض قرار دیا ہے[1]۔ نیز دیکھیں الفضل مورخہ ۳ فروری سنہ ۵۶ء زیر عنوان "پوتے کے متعلق اسلام کا قانون وراثت"۔

سوال (۴) کیا ایسا قانون بنانا جائز ہوگا کہ ایک مسلمان کسی جائداد کو کسی کے نام اس شرط پر منتقل کرے کہ جسے منتقل کی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ جائداد منتقل کرنے والے یا اس کے ورثاء کی طرف عود کر آئے گی؟

جواب (۴) جائیداد کا ایسا انتقال منتقل کرنے والے یا جس کی طرف منتقل کی گئی ہے کی وفات پر ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ در اصل ملکیت کا انتقال نہیں بلکہ انتفاع کا انتقال ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے انما العمری التی اجازها رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقول هي لك ولعقبك فاما اذا قال هي لك ما عشت فانها ترجع الى صاحبها[2]۔ یعنی اگر اس طور پر جائداد دی جائے کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کے لئے ہوگی تو یہ دائمی ہبہ ہے۔ لیکن اگر یہ شرط ہو کہ یہ جائیداد تیری زندگی تک ہے تو اس کے مرنے کے بعد وہ جائیداد دینے والے کو واپس مل جائے گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے ہونے والے وارثوں کو اپنی جائیداد شرعی حصص کے مطابق ہبہ کر دے تو وہ بہر حال قائم رہیگا۔ اور اگر وہ ہبہ شرعی حصص کے مطابق نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہبہ منسوخ سمجھا جائے گا اور جائداد ورثاء میں شرعی حصص کے مطابق تقسیم ہوگی۔

سوال (۵) کیا آپ کی رائے میں وقف علی الاولاد ایکٹ سنہ ۱۹۱۳ء میں بغرض اصلاح ایسی ترمیم کی ضرورت ہے کہ وقف شدہ جائیداد کے اضافہ قیمت یا دیگر مفاد کی خاطر باجازت عدالت اسے فروخت یا تبدیل کیا جائے یا کسی اور مفید طریق پر عمل ہو سکے؟

جواب (۵) وقف شدہ جائیداد کی اصلاح وترقی کی خاطر باجازت عدالت مناسب تصرف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وقف علی الاولاد صرف ایسی صورت میں جائز ہے جبکہ اس میں کسی خیراتی یا دینی کام کا حصہ بھی مقرر ہو[3]۔ ایسے وقف علی الاولاد کے متعلق عام حالات میں حکومت کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ وقف ورثہ کے قائمقام ہے اور دراصل اس ورثہ کے اچھے انتظام کی صورت پیدا کرتا ہے۔

انفساخ نکاح بذریعہ عدالت

سوال (۱) قانون انفساخ نکاح سیکشن (۲) میں جو وجوہ انفساخ درج ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان میں اضافے یا کمی کی ضرورت ہے؟

جواب (۱) اس سوال کا جواب عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق کے سوال ۳ کے جواب میں آ چکا ہے۔

سوال (۲) کیا ایسا قانون وضع ہونا چاہیئے کہ اگر عورت انفساخ نکاح کا مطالبہ کرے اور عدالت کی رائے میں قصور وار شوہر ہو تو طلاق حاصل کرتے ہوئے عورت سے نہ مہر واپس دلایا جائے اور نہ دوسری چیزیں جو خاوند اسے دے چکا ہو؟

جواب (۲) ضرور ایسا ہونا چاہئے اگر انفساخ نکاح کے مطالبہ کے لئے عورت مجبور کی گئی ہو۔ اور قصور خاوند کا ہو تو عورت کو . . . . .

. . . .

. . . . . فسخ نکاح کے ساتھ ساتھ مہر بھی دلوایا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ اپنی کتاب مؤطا میں تحریر فرماتے ہیں۔

اذا علم ان زوجها اضرّ بها وضيّق عليها وعلم انه ظالم لها مضى الطلاق وردّ عليها مالها فهذا الذي كنت اسمع والذي عليه امرنا

یعنی اگر یہ معلوم ہو کہ خاوند نے بیوی پر ظلم کیا ہے اور تنگ کر کے اسے نکاح فسخ کروانے پر مجبور کیا ہے تو عورت کو اس کا مہر بھی واپس دلوایا جائے گا۔ یہی ہم نے سنا ہے اور اسی پر اہل مدینہ کا عمل تھا[1]۔

سوال (۳) کیا زوجین کا ایسا اختلاف مزاج جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی ناخوشگوار ہو جائے۔ جائز طور پر وجہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے؟

جواب (۳) ہاں جیسا کہ عورت کی طرف سے مطالبۂ طلاق کی ذیل میں سوال ۳ کے جواب میں ہم تصریح کر چکے ہیں۔

سوال (۴) قانون انفساخ نکاح کے کلاز (۳) سیکشن (۲) میں سات سال کی قید کی بناء پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس مدت میں کمی کر کے چار سال کر دیا جائے؟

جواب (۴) ایسا قانون بنانا بہتر ہوگا بلکہ چار سال کی بجائے ہمارے نزدیک اگر اس سے کم مدت بھی کر دی جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ خاوند کی قید ہونے کی صورت میں نفقہ کی مشکلات کے علاوہ کئی قسم کی پیچیدگیوں اور آوارگی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ علیحدگی عورت کی طرف سے مطالبہ ہونے پر ہوگی جس کی صحت کے متعلق عدالت خود اطمینان کرے گی۔ مدت کی اس حد تک کمی کے متعلق بعض فقہی تصریحات سے بھی ہماری اس رائے کی تائید ہوتی ہے[2]۔ اسی طرح ہمارے نزدیک اس تعلق میں قید کی نوعیت میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

ازدواجی وعائلی عدالت

سوال (۱) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ہر کمشنری میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے مرتبہ کا جج ایسی عدالتوں میں مقرر کیا جائے۔ جہاں ازدواجی وعائلی مقدمات دائر ہوں؟

جواب (۱) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان جج اسلامی جج ہیں اس لئے علیحدہ عدالت کی ضرورت نہیں۔ ججوں کی تعداد حسب ضرورت بڑھائی جا سکتی ہے۔ اور یہ بھی مناسب ہوگا کہ ضلع کے جج صاحبان باری باری اس قسم کے مقدمات کی سماعت کریں تا سب ججوں کو اس کا تجربہ ہو جائے۔

سوال (۲) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسے مقدمات جو ازدواجی وعائلی قوانین کے تحت آتے ہوں اور جہاں عورت مدعیہ ہو فقط ایسی مخصوص عدالتوں میں دائر ہو سکیں؟

جواب (۲) جواب بالا کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا۔

سوال (۳) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں کے ضوابط موجودہ دیوانی اور فوجداری ضوابط سے الگ ہوں۔ اور یہ قانون وضع کر دیا جائے کہ ایسی عدالت ہر مقدمہ کا فیصلہ تین ماہ کے اندر اندر کر دے؟

جواب (۳) عائلی تنازعہ سے تعلق رکھنے والے مقدمات کے جلد فیصلہ پانے کے لئے مناسب مدت مقرر کی جا سکتی ہے۔ نیز یہ بھی تجویز کیا جائے کہ عدالت کی کارروائی اجلاس عام میں نہ ہو۔

سوال (۴) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں کورٹ فیس یا دوسرے عدالتی اخراجات نہ ہوں؟

سوال (۵) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالتوں میں فریقین اپنے کسی نمائندہ یا اقارب کے ذریعہ پیروی کر سکیں اور کسی باقاعدہ سند یافتہ وکیل کا ہونا لازمی نہ ہو؟

سوال (۶) کیا آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ کم از کم ایک مرد اور ایک عورت بطور مشیر جج کے ساتھ ہوں؟

سوال (۷) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ ایسی عدالت مختلف اضلاع میں باری باری سے اپنا اجلاس کرے؟

جواب "ازدواجی وعائلی عدالت" کے عنوان کے ماتحت جن سوالات کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے ان کے پیش نظر سوال ۴-۵-۶-۷ پیدا نہیں ہوتے۔

سوال (۸) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ فریقین کو ایک سے زیادہ اپیل کی اجازت نہ ہو؟

جواب (۸) حق اپیل اسی طرح ہو جس طرح رائج الوقت قانون میں عدالت ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کے خلاف ہے۔

سوال (۹) کیا آپ اس کے حق میں ہیں کہ اپیل براہ راست ہائی کورٹ میں ہونی چاہیئے اور اپیل کا فیصلہ بھی تین ماہ کے اندر ہو جانا چاہیئے؟

جواب (۹) ہم اس کے حق میں ہیں۔

سوال (۱۰) ایسی عدالت کے فیصلے سے واجب الادا رقوم کی وصولی اور دیگر احکام کی بجا آوری کے لئے آپ کیا مناسب تجویز پیش کرتے ہیں؟

جواب (۱۰) عدالت فیصلہ کنندہ ہی اپنے فیصلوں کی تنفیذ کرائے۔

سوال (۱۱) ایسے مقدمات میں اخراجات متفرقہ کو پورا کرنے کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب (۱۱) یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اعلان دار القضاء

غلام مصطفیٰ صاحب ساکن چک ۸۰ ج ب تحصیل وضلع لائلپور عبد الحفیظ صاحب اور خدیجہ بیگم صاحبہ بیوہ مولوی عزیز بخش صاحب مرحوم ساکن مذکور تحصیل وضلع لائلپور کے تنازعہ کی تاریخ سماعت ۱۸ مارچ بوقت ۲ بجے بعد دوپہر مقرر کی جاتی ہے۔ غیر حاضر ہونے والے فریق کے خلاف حسب قاعدہ کارروائی کی جائے گی۔ چونکہ عام طریق سے اطلاع نہیں دی جا سکی اس لئے اعلان کیا گیا ہے۔

ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

اعانت الفضل

مکرم مرزا احسن بیگ صاحب نسیم میڈیکل ہال لائلپور نے اپنے مرحوم والد مرزا افضل بیگ صاحب کی طرف سے کسی مستحق کے نام ایک سال کے لئے خطبہ نمبر جاری کرنے کے لئے الفضل کو پانچ روپے ارسال فرمائے ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین۔

دوسرے احباب بھی اپنے بزرگوں کے نام پر مستحق احباب کے نام پرچہ جاری کروا کر اپنے بزرگوں کی ارواح کو خوش کریں۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

دورہ انسپکٹر وصایا

سید ولایت شاہ صاحب انسپکٹر وصایا کو ضلع شیخوپورہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے بھجوایا جا رہا ہے۔ جملہ عہدیداران وممبران جماعتہائے احمدیہ ان کے ساتھ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

---

[1] مؤطا باب ما جاء فی الخلع ص ۲۵۵ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی۔

[2] (الاسرۃ فی الشرع الاسلامی ص ۱۳۵)

---

[1] نیل الاوطار جلد ۵ ص ۲۴۲

[2] صحیح مسلم (نیل الاوطار جلد ۲ ص ۱۳ مصر)

[3] بخاری۔ نیل الاوطار جلد ۶ ص ۲۱

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تووہ دفتر کو اطلاع کردے۔ سیکرٹری مجلس کار پرداز ربوہ

نمبر ۱۴۲۷۴ میں بشیرہ بیگم زوجہ خواجہ محمد طفیل قوم بٹ کاشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۹/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرا حق مہر مبلغ -/۲۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے۔ اسکے علاوہ میرے پاس کڑے طلائی وزنی ۶ تولہ قیمتی -/۲۰۰ کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ قیمتی -/۱۰۰ روپے کل مبلغ -/۱۵۰۰ روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہی شرط حاوی ہوگی

نشان انگوٹھا۔ بشیرہ بیگم زوجہ محمد طفیل۔

گواہ شد:۔ محمد طفیل خاوند موصیہ بقلم خود

گواہ شد:۔ عطا محمد سیکرٹری مال جڑانوالہ لائلپور

نمبر ۱۴۲۷۲ میں خواجہ محمد طفیل ولد خواجہ فانک دین قوم بٹ کاشمیری پیشہ دوکانداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جڑانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۹/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری الوقت غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ قریباً چار ہزار روپیہ سے تجارت کرتا ہوں۔ جس سے مجھے قریباً -/۵۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد اور سرمایہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی اور جائداد یا آمد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میں قادیان ضلع گورداسپور کا مہاجر ہوں۔

العبد: بقلم خود محمد طفیل۔ گواہ شد: عطا محمد سیکرٹری مال جڑانوالہ

گواہ شد:۔ عبدالسمیع زرگر ولد میاں عبدالحق صاحب مرحوم جڑانوالہ۔

نمبر ۱۴۲۴۶ میں چوہدری محمد یوسف نمبردار ولد نتھو خاں قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن محمود پور مہاجر تخت ہزارہ ڈاکخانہ تخت ہزارہ ضلع سرگودہا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۷/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد میں سے پینتیس کنال واقعہ تخت ہزارہ ضلع سرگودہا ہے۔ جو کہ عارضی مستقل الاٹ ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی تقریباً -/۲۵۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ خاکسار کو نمبرداری کی آمدنی ۱/۱۵ روپیہ سالانہ ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی یا جائداد نہیں۔ میں اپنی مذکورہ جائیداد آمدنی کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ورثاء پر فرض ہوگی۔

العبد:۔ نشان انگوٹھہ نمبردار محمد یوسف

گواہ شد:۔ راجہ بشیرالدین احمد جنجوعہ مڈھ رانجھہ حال مدرس تخت ہزارہ ضلع سرگودہا۔

گواہ شد بدھ خان ولد شاہ دیہاتی مبلغ تخت ہزارہ ضلع سرگودہا۔

نمبر ۱۴۲۸۷ :۔ میں غلام مرتضٰی ولد مولوی نور احمد قوم راجپوت کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن ملتان حسین آگاہی مکان ۱۴/۱۵۱ ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۹/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے غیر منقولہ اراضی ایک کنال زمین ہے۔ جس پر مکان پختہ تیار ہو چکا ہے۔ جو ربوہ میں محلہ ... میں واقعہ ہے مکان کی قیمت مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری آمد بذریعہ ملازمت -/۱۶۵ روپے مع الاؤنس ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ مگر تاآنکہ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ مغربی پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔

العبد غلام مرتضٰی پٹواری بقلم خود

گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

گواہ شد غلام رسول حسین آگاہی مکان ۱۴/۱۵۱ ملتان شہر

نمبر ۱۴۲۸۹ :۔ میں آسیہ بیگم بیوہ چوہدری عبدالکریم صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۵ء ساکن صدر بازار ڈاکخانہ کیمبل پور ضلع کیمبل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری حسب ذیل جائداد ہے (۱) ڈنڈیاں طلائی وزنی ۱/۲ ۱ تولہ جن کی قیمت اندازاً -/۱۷۵ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔

(۲) میرے بیٹوں کی طرف سے مجھے -/۳۶ روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تا زیست اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

الامۃ نشان انگوٹھا آسیہ بیگم بیوہ عبدالکریم۔

گواہ شد ماسٹر برکت اللہ پسر موصیہ

گواہ شد محمد احمد نواسہ موصیہ مکان ۳۲۱ صدر بازار کیمبل پور

نمبر ۱۴۲۷۹ میں امام بی بی بیوہ بابو اللہ بخش صاحب قوم ڈار پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن جہلم ڈاکخانہ جہلم ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۸/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ غیر منقولہ جائداد ایک پرانا مکان جس کو میرے خاوند نے خستہ حالت میں خریدا تھا وہ میری ملکیت ہے۔ جس کی قیمت -/۱۵۰۰ روپے ہے۔ وہ مکان میرے حق مہر میں مجھے میرے خاوند نے دیا تھا۔ میں اس -/۱۵۰۰ روپے کی جائیداد کے دسواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اور میں نے اپنے لڑکے عبدالحکیم جان کو وصیت کردی ہے کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری جائداد کا دسواں حصہ یعنی -/۱۵۰ روپے صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ادا کردے۔ اس وقت میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہوئی تو میرا لڑکا عبدالحکیم جان ادا کردے گا۔

العبد امام بی بی زوجہ بابو اللہ بخش مرحوم پنشنر جہلم

گواہ شد عبدالحکیم جان پسر موصیہ

گواہ شد ایم عبدالغنی سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ جہلم

نمبر ۱۴۲۴۲ میں پیر عبدالعلی ولد پیر اکبر علی صاحب قوم جالب راجپوت پیشہ زمینداری تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حال کراچی۔ ڈاکخانہ خاص ... صوبہ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ جنوری ۱۹۵۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ زمین زرعی چک نمبر ۲۵ ڈاکخانہ زاہد نبانی ضلع نواب شاہ سندھ میں رقبہ تعدادی یکصد چھبیس ایکڑ جس کی موجودہ قیمت یکصد روپیہ فی ایکڑ ہے۔ اور ضلع گجرات موضع رنگل میں مشترکہ جدی جائداد اراضی بمکان تقریباً دس بیگھے ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اس جائداد کے علاوہ بذریعہ تجارت مجھے تقریباً یکصد روپیہ ماہوار میری آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد پیر عبدالعلی ولد پیر اکبر علی صاحب

گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت

گواہ شد محمد جمیل کارکن دفتر وصیت ربوہ

نمبر ۱۴۲۹۵ میں زینب بی بی زوجہ میاں محمد اسماعیل قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۰ء ساکن چاہ گھوڑے والا ڈاکخانہ خاص ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۵۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ یکصد روپیہ ہے جو کہ میں خاوند سے وصول کرچکی ہوں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد جو ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

الامۃ نشان انگوٹھا زینب بی بی زوجہ محمد اسماعیل

گواہ شد ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

گواہ شد محمد اسماعیل خاوند موصیہ

امریکہ پاکستان کو کافی مقدار میں فوجی امداد دیگا

امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلیس کی سیٹو کونسل کے اجلاس میں یقین دہانی

کراچی ۱۰ مارچ۔ امریکہ نے پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان کو فوجی استحکام کے لئے کافی مقدار میں فوجی امداد دی جائے گی۔ یہ یقین دہانی امریکی وزیر خارجہ نے سیٹو کونسل کے خفیہ اجلاس میں فوجی کمیٹی کی سفارشات پر بحث کے دوران دلائی ہے۔

اس سے پہلے پاکستان کے مندوب اعلیٰ مسٹر حمید الحق چوہدری نے کہا تھا۔ کہ پاکستان دفاع پر اپنے بجٹ کا ۷۰ فی صد صرف کرتا ہے۔ جو معاہدہ جنوب مشرقی ایشیا کے کسی ایک ملک کے دفاعی اخراجات سے زیادہ ہے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کو مستقبل میں بھی اپنی معیشت اور اقتصاد پر بار کے باوجود دفاع پر بھاری رقوم صرف کرنا پڑیں گی۔

معلوم ہوا ہے کہ کل کے خفیہ اجلاس میں سیٹو ممالک کے دفاع کے بارے میں عام بات چیت ہوئی۔ اور اس بات پر زور دیا گیا کہ معاہدہ کے رکن ممالک کا انفرادی دفاع اس قدر مضبوط و مستحکم ہونا چاہیئے کہ کسی جارحیت کے ابتدائی مرحلوں کا جواب دیا جا سکے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جان فوسٹر ڈلیس نے اس بات پر اتفاق کا اظہار کیا ہے۔ کہ ہر ملک کی فوجی حالت کافی مضبوط و مستحکم ہونی چاہیئے۔ بیان کیا جاتا

بھارت سیٹو میں توسیع کے امکان کو سنگین معاملہ تصور کرتا ہے

لوک سبھا میں بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو کا بیان

نئی دہلی ۹ مارچ۔ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل لوک سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تنظیم معاہدہ جنوب مشرقی ایشیا (سیٹو) میں مبینہ توسیع کو ایک سنگین مسئلہ قرار دیا۔

اس سے قبل ان کے پارلیمنٹری سیکرٹری مسٹر سعادت علی خان نے کچھ کے ساحلی علاقے میں پاکستانی ماہی گیروں کی ایک کشتی پر بھارتی پولیس کے قبضے سے متعلق ایک سوال کا جواب دیا تھا۔

لوک سبھا کے ایک رکن ڈاکٹر رام سو بہ سنگھ نے سوال کیا کہ کیا حکومت یہ محسوس نہیں کرتی کہ حال ہی جب بھارتی سرحدوں پر پاکستان کی طرف سے جو حملے ہوئے ہیں اور سیٹو کے دائرہ عمل میں توسیع ہو رہی ہے اس کے پیش نظر پاکستان کی طرف سے سرحدی حملوں کا امکان بڑھ گیا ہے؟

مسٹر نہرو نے جواب دیا کہ اگرچہ اس ضمن میں سیٹو کا حوالہ ایک غیر متعلق چیز ہے۔ لیکن بھارتی حکومت بہرحال اسے ایک سنگین معاملہ تصور کرتی ہے یہ پہلا موقعہ ہے کہ بھارت کی طرف سے کراچی میں سیٹو کونسل کے اجلاس کے متعلق کوئی سرکاری رد عمل ظاہر کیا گیا ہے۔

عرب سربراہوں کی کانفرنس

قاہرہ ۹ مارچ۔ کل یہاں تین عرب ممالک مصر سعودی عرب اور شام کے سربراہوں نے دوبارہ ملاقات کی۔ باخبر حلقوں کے بیان کے مطابق دونوں اجلاسوں میں عرب ممالک کے تحفظ اور کمانڈر انچیف بھی شریک تھے۔ عرب سربراہوں کی کانفرنس چار دن جاری رہے گی۔ سفارتی حلقوں نے بتایا کہ اگر اس کانفرنس میں اردن کو امداد دینے پر کوئی تسلی بخش فیصلہ ہو گیا تو شاہ حسین کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی جائے گی۔

بھارتی لوک سبھا کے نئے سپیکر

نئی دہلی ۹ مارچ۔ کل صبح بھارتی لوک سبھا کے نئے سپیکر مسٹر اننت شائینگر کو مسٹر ماؤلنکر کی جگہ (دو)

شہنشاہ ایران کا پرجوش خیر مقدم

کراچی ۹ مارچ۔ شہنشاہ ایران اور ملکہ ثریا کل صبح گیارہ بجے بذریعہ طیارہ بمبئی سے کراچی پہنچے وہ یہاں ایک روز قیام کریں گے ہوائی اڈے پر ہزاروں افراد نے شہنشاہ اور ملکہ کا انتہائی پرجوش خیر مقدم کیا۔ انہیں اکیس توپوں کی سلامی دی گئی۔

پاکستانی فضائیہ کے طیاروں نے کراچی سے پچاس میل دور جا کر شاہی طیارے کا استقبال کیا۔ ہوائی اڈے سے لے کر گورنمنٹ ہاؤس تک پاکستان اور ایران کے جھنڈے لہرا رہے تھے اور عوام تالیاں بجا کر اور نعرے لگا کر مہمان کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ گورنمنٹ ہاؤس میں گورنر جنرل سکندر مرزا نے شہنشاہ کا تعارف وزیر اعظم محمد علی۔ مرکزی وزراء سفارتی نمائندوں۔ تینوں فوجوں کے سربراہوں معززین شہریوں اور شہزادہ علی خاں سے کرایا۔

شام کو بیگم سکندر مرزا نے ملکہ ثریا کے اعزاز میں چائے پارٹی دی۔ رات کو گورنمنٹ ہاؤس میں شہنشاہ کو عصرانہ دیا گیا۔ جس کے بعد انہوں نے فوجی ٹیٹو دیکھا۔

(دو) متفقہ طور پر سبھا کا سپیکر منتخب کر لیا گیا۔ مسٹر ماؤلنکر گزشتہ مہینے وفات پا گئے تھے۔